یادِ رفتگان

آہ ! حاجی عبدالرحیم خلیل

تحریر ! سید اکرام الحق بہاولدینا کنونیر اسلامک یونین آف جرنلسٹس

حاجی عبدالرحیم خلیل ، جو دینی حلقوں میں خلیل فیروزپوری کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ کو داغِ مفارقت دیے ہوئے دو برس کا عرصہ بیت چکا ہے۔ لیکن جیسے یہ کل کی بات ہو۔ قائدِ اہلحدیث علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت کے بعد انکی حالت ایسی بگڑی کہ ہر وقت آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی جاری رہنے لگی۔ ادھر کسی نے علامہ صاحب کی شہادت کا تذکرہ کیا۔ ادھر نیر بہنے لگے۔ اور بالآخر یہ صدمہ جانکاہ ۱۶ اگست کو منتج ہوا۔ اور ایک عاشقِ رسولؐ، عالم ، خطیب اور مسلک کے لیے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے والا آخرت کو سدھار گیا۔ بہاولپور کے در و دیوار گواہ ہیں کہ ان کا جنازہ یہاں کے بڑے تاریخی جنازوں میں سے ایک تھا۔ بلا امتیاز ہر طبقہ فکر کے افراد نے ان کی مغفرت کی دعا کی۔ " وہ حاجی صاحب " اور ماسٹر رحیم کے نام سے مشہور تھے۔ ان کے لاکھوں شاگرد بیسیوں شہروں میں اس وقت اعلیٰ عہدوں پر متمکن ہیں۔ انہوں نے بیٹے کیطرح راقم الحروف کی تربیت اور پیشوائی کی اور راہِ حق کے جادہ پیماؤں میں مجھے شامل کیا۔ یہی ان کا مجھ پہ احسان ہے۔ وہ قرآن و سنت کے فروغ کے لیے شاگردوں اور اپنے حلقۂ اثر کے لوگوں کو پابند نہ بناتے۔ بلکہ ان کو تنخیر کر لیتے۔ اور پھر یہ زخم خوردہ دولتِ توحید کی طلب کیلئے سرگرداں رہتے۔ اس طرح ان کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اگر کوئی مکمل توحید پرست نہ بنا تو کم از کم اس کو توحید اور شرک میں نمایاں فرق کرنے کا سلیقہ ضرور آگیا۔ اور یہی ان کا مشن تھا جس پر وہ زندگی بھر گامزن رہے۔

حاجی صاحب نے دینِ حق کی تبلیغ کیلئے مساجد کے مرکزی کردار کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ انہوں نے مسلک کے فروغ کیلئے جب [illegible] اور [illegible] کے ساتھ [illegible] مساجد

کے قیام میں کلیدی کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں وہ جہاں بھی گئے اپنے گھر سے قبل اللہ کے گھر کی تعمیر میں بھرپور جدوجہد کی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج بورے والا میں اہلحدیث کا اچھا خاصا حلقہ پایا جاتا ہے۔ حاجی صاحب مرحوم نے تحریک ختم نبوت سے لیکر تحریک نظام مصطفیٰ تک ہر قومی و سیاسی تحریک میں "آپریشن روم" کا کردار ادا کیا۔ وہ تحریکوں کی پشت پناہی کرتے۔ وہ قابل عمل منصوبے بناتے اور ان پر کام کرنے کیلئے موزوں افراد کی نشاندہی کرتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت اور نظام مصطفیٰ کی تحاریک میں راقم الحروف نے جو جدوجہد کی وہ انہی کی تربیت کا نتیجہ تھی۔ وہ نوجوان کارکنوں کی اپنی گرہ سے حتی المقدور مدد کرتے اور انہیں "حوصلہ" بھی دیتے۔ اور اس طرح وہ بدعت اور شرک سے آلودہ نوجوانوں کو باتوں باتوں میں اتنا دلیر کر دیتے کہ وہ ناموس رسالت پر مر مٹنے کیلئے تیار ہو جاتے اور وہاں سے محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد بن کر منزل کی طرف روانہ ہو جاتے۔

حاجی صاحب بلا کا حافظہ رکھتے تھے۔ وہ اپنے ان شاگردوں کو بھی پہچان لیتے جنہیں کبھی اپنے استاذ کو جاننے میں تامل ہوتا۔ وہ اپنے شاگردوں کے ذاتی اور ان کے والدین کے مسائل سے آگاہ رہتے۔ بلکہ بے شمار طلبہ کے گھریلو مسائل حل کرانے میں جدوجہد کرتے۔ ان کے داخلوں، یونیفارموں اور کتب کا بندوبست کر دیتے۔ دوکانداروں سے ادھار چیزیں لے کر دے دیتے۔ گو وہ پیسے خود ادا نہ کرتے تو یہ "چٹی" بھی بخوشی بھر دیتے۔

حاجی صاحب اچھے خطیب تھے۔ وہ اپنے اخراجات پر قریبی دیہات اور دوسرے شہروں میں خطبات جمعہ دینے جاتے اور اپنے ساتھ کسی نوجوان کو لے کر جاتے۔ اور اسی طرح چار یا پانچ خطبات سننے کے بعد جہاں نمازیوں کے نظریات پختہ ہوتے وہاں اس نوجوان کو بھی ہمت ملتی کہ وہ شرک چھوڑ کر توحید اپنا لے۔ اور پھر ایسا وقت بھی آیا کہ بعض والدین نے اپنے توحید پسند بیٹوں کو گھروں سے نکال دیا۔ حاجی صاحب اپنی تنگدستی اور معاشی تنگیوں کے باوجود ان کے ذریعہ آمدنی، رہائش اور نان نفقہ کا اہتمام کرتے۔

دیا ہوا ادھار مانگنے میں اس حد تک حجاب محسوس کرتے کہ شہر میں اخبارات کی ایجنسی کی ۵۰ ہزار کے قریب رقم ہاکروں سے طلب ہی نہیں کی۔ کہ چلو جب ہوں گے۔ دے دیں گے اس طرح نہ دینے والوں نے دیا اور نہ لینے والے نے لیا۔ اور چپ کر کے منہ موڑا اور چل دیئے انکی مہمان نوازی کی صفت کا تذکرہ اگر نہ کروں تو یہ زیادتی ہوگی۔ آپ مہمانوں کی خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔ اور سنت کے مطابق کسی نہ کسی شخص کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ حالانکہ عام دعوات پہ پُر تکلف کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ لیکن میں شاہد ہوں کہ وہ سنت کے مطابق دعوت کا اہتمام کرتے اور گزر اوقات اور محدود آمدنی کے باعث جو ہوتا وہ بلا تکلف لے آتے اور کھانا کھلاتے۔ اور مہمان کے مرتبے، حیثیت کی تمیز بھی کبھی روا نہیں رکھی۔

مرحوم نہ صرف خود پائے کے صحافی، سیاسی راہنما، اچھے خطیب۔ اور معلم تھے۔ بلکہ انہوں نے راقم الحروف کی تعلیم اور صحافت کے میدان میں اس مقام تک پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

آپ ضلع فیروزپور کے ایک گاؤں منڈی جمال کے حاجی عبدالغنی صاحب (چک نمبر ۱ نہر میانچنوں) کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے چون برس تک زندگی سے طبع آزمائی کی۔ دو رشتوں سے بکمال اعلیٰ عہدوں پر متمکن افراد ان کے عقیدتمندوں میں شامل تھے۔ آپ میں اللہ تعالیٰ نے ایک صفت یہ بھی پیدا کی کہ آپ جہاں بھی کسی کام کیلئے گئے وہاں آپ کی پذیرائی ضرور ہوتی اور آپ کا مخاطب قلبی طور پہ آپکا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ دوسروں کی تکلیف دیکھنا گوارہ نہ کرتے۔ بلکہ از خود ہی معقول افراد کو ترغیب دیتے کہ وہ فلاں مستحق کی مدد کرے۔ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے چندہ کیلئے جب بھی قاضی محمد اسلم صاحب سیف فیروزپوری تشریف لاتے انکے ساتھ خود جاتے اور چندہ دہندگان کو زیادہ سے زیادہ مدد کی ترغیب دیتے۔ اور چاہے خود دست کشی ہی نہ کرنا پڑے آپ سال میں دو چار بڑے جلسوں کا اہتمام کرتے

مرحوم نے پسماندگان میں بیوی، تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے چھوڑے ہیں۔ بڑے بیٹے [illegible] مسجد میں اپنے مرحوم والد کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے مسلک کے فروغ کیلئے جد و جہد کر رہے ہیں۔